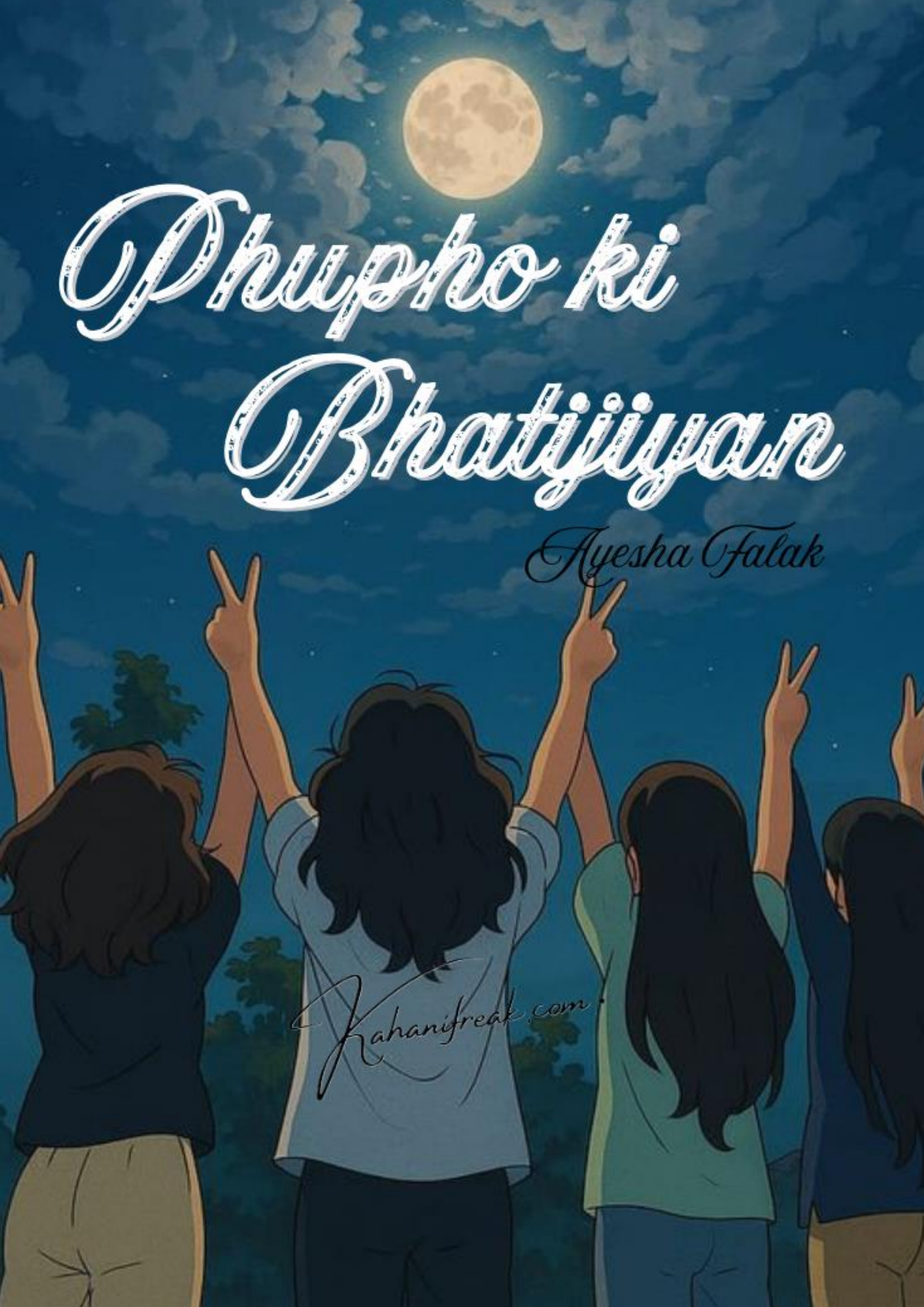
Phupho ki
Bhatijiyan
Ayesha Falak
Kahanifreak.com

پچھلے کچھ دِنوں کی نسبت آج موسم خوشگوار تھا۔ مون سون کا آغاز ہو چُکا تھا جس کے چلتے آج آسمان بادلوں سے ڈھکا ہوا تھا۔ ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی جو ملتانیوں کو جنت میں ہونے کا احساس دلا رہی تھی۔

ایسے میں بس سٹاپ کی طرف آئیں تو ایک ادھیڑ عمُر خاتون کے ساتھ تقریباً پچیس تیس سال کی ایک لڑکی اور اُس کے دو بچے، بس سے اُترنے کے بعد رکشے کے انتظار میں کھڑے تھے۔ وہ لڑکی بار بار بچوں کو سنبھال رہی تھی جو کبھی گزرنے والی موٹر سائیکلوں کے پیچھے دوڑ پڑتے تو کبھی آوارہ کتے بلیوں کے پیچھے۔ آخر کار تنگ آ کر اُس نے دونوں کے کان کے نیچے دو دو لگائیں اور بازوؤں سے گھسیٹ کر اپنے ساتھ کھڑا کیا۔

"خبردار جو اب یہاں سے ہلے بھی تو نمونوں! دماغ خراب کر کے رکھ دیا ہے" لڑکی نے غُصے سے کہا۔

اُس کے کہنے کی دیر تھی کہ اُن دونوں نے گلا پھاڑ پھاڑ کر رونا شروع کر دیا۔ جس پر لڑکی نے دو دو اور لگا دیں۔ ان کیساتھ موجود عورت نے غُصے سے لڑکی سے کچھ کہا اور دونوں بچوں کو کھینچ کر اپنے ساتھ لگا لیا۔ کچھ دیر بعد عورت نے قریب سے گزرتا ایک رکشہ روکا اور سب سوار ہو کر چل پڑے۔

تقریباً آدھے گھنٹے بعد وہ اپنی منزل پر پہنچ چکی تھیں۔ سب سے پہلے وہ ادھیڑ عمُر عورت باہر نکلی اور اُس کے پیچھے پیچھے باقی سب بھی باہر نکل آئے۔

"کتنا کرایہ ہوا بھیا" عورت نے بٹوے سے پیسے نکالتے پُوچھا۔

"پانچ سو روپے ہوئے" فوراً جواب آیا تھا جسے سُن کر عورت کے چہرے پر ایک دم سے ناگواری چھاگئی۔

"اللہ غرق کرے تمہیں اتنا کرایہ جہاں کوئی معصوم دِکھتا ہے لوٹنے لگ جاتے ہو، یہ لو دو سو روپے اِس ایک روپیہ زیادہ نہیں دوں گی"

رکشے والے نے حیرت سے اُس "معصوم" کو سر تا پیر دیکھا ابھی کچھ کہنے کو منہ کھولا ہی تھا کے وہ عورت یہ جا وہ جا ہوئی۔

ہوش آنے پے وہ بیچارہ 'باجی باجی' ہی کرتا رہ گیا۔

"عجیب عورت ہے" رکشے والا بے بسی میں بڑبڑایا اور رکشہ آگے بڑھا دیا۔

رکشے سے اُتر کے وہ لوگ جیسے ہی گھر پہنچے تو تیز میوزک کی آواز کانوں سے ٹکرآئی اور جیسے ہی دروازے پر ہاتھ رکھا وہ کُھلتا ہی چلا گیا۔

عورت نے ذرا تعجب سے اپنی بیٹی کو دیکھا جو اُسے ہی دیکھ رہی تھی۔

اُس عورت نے جیسے ہی قدم اندر رکھا اچانک ڈھیر سارا پانی اُس کے پیروں سے ٹکرایا اُس نے جھٹکے سے اُوپر دیکھا اور وہیں ہمارے کیمرامین نے شُف کی آواز کے ساتھ اور بیک گراؤنڈ میں دُھم تاناتانا دُھم دُھم کی آواز کے ساتھ سامنے بالٹی پکڑے کھڑی نور العین عُرف نور کا منہ دِکھایا جس نے ابھی ابھی پانی پھینکا تھا جو شاید نہیں بلکہ یقیناً فرش کی صفائی کا اِرادہ رکھتی تھی۔

ایک بار پھر شُف کی آواز کے ساتھ پھپھو کا لال ہوتا چہرہ دِکھایا گیا۔ سین کو تھوڑا لمبا کرنے کے لیے پیچھے اپنے بچوں کے ساتھ کھڑی غزالہ پے فوکس کیا جس نے ڈرامائی انداز میں ہاتھ مُنہ پر رکھ لیا۔

ابھی پھپھو نے نور کے ساتھ دو دو ہاتھ نہ کیے تھے کے کہیں سے تیزی سے بھاگ کر آتی ہوئی گل رعنا اُسی پانی پر پھسلی اور پھسلتی ہی چلی گی اور عین پھپھو کے قدموں میں جا گری۔

جیسے کہہ رہی ہو آشر واد دیں پھپھو محاذ فتح کرنے جا رہی ہوں اور پھپھو کا بس نا چل رہا تھا کہ وہ اسے سچ مچ کسی میزائیل کیساتھ باندھ کر اُڑا دیتیں۔ خیر اب وہ نیچے گری پھپھو کا لال ہوتا چہرہ دیکھ رہی تھی۔

ایک تو اتنا خُوبصورت ویلکم کیا گیا تھا اور دُوسرا کانوں کو چیرتی تیز میوزک کی آواز اور یہاں پھپھو کی برداشت کی حد ختم ہوئی اور وہ ایکدم سے دھاڑیں۔

"بند کرو یہ خرافات"

پھپھو کا آتش فشاں پھٹنے کی دیر تھی دور کھڑی تماشا دیکھتی مہر النساء ہوش میں آئی اور جلدی سے میوزک بند کیا۔ میوزک بند ہوا تب جا کر وہ سب معاملہ سمجھنے کے قابل ہوئیں۔

اور اب سب کی نظریں نیچے پڑی گل پر تھیں اور پاس کھڑی ہما نے ہنسی ضبط کرتے ہوئے گل کو دیکھا اور اُسے اُٹھانے کے لیے ہاتھ آگے بڑھایا اور شرارت سے بولی۔

"کھڑی ہو جاؤ گل آج جمعرات نہیں ہے"

گل نے گھورتے ہوئے ہما کو دیکھا۔

"کیا مطلب میں تمہیں مانگنے والی لگتی ہوں"

ہما نے ہنستے ہوئے سر نفی میں ہلایا اور گل کو کھڑا کیا۔

"آہ۔۔۔ہائے اللہ۔۔۔ہائے میں مر گئی"

گل کمر پر ہاتھ رکھتی ہما کے سہارے بڑی مشکل سے کھڑی ہوئی اور پاس کھڑی ہوئی پھپھو نے گلا کھنکارا۔ گویا اپنی طرف مُتوجہ کیا سب کو، جس پر وہ چاروں سٹپٹا گئیں۔

"السلام علیکم "ان چاروں نے جلدی سے سلام کیا۔ جسے پھپھو نے سرے سے ہی اگنور کر دیا اور اِدھر اُدھر دیکھتے ہوئے طنزیہ لہجے میں گویا ہوئیں۔

"کیا تماشا لگا رکھا ہے تم لوگوں نے اور باقی گھر والے کدھر چلے گئے ہیں تم سب چڑیا گھر کے جانوروں کو کھلا چھوڑ کے"

"ہیں۔۔۔؟؟"

ان چاروں کے منہ سے مارے صدمے کے یہی لفظ نکل پایا۔

"اب بتاؤ بھی سہی گونگی ہو گئی ہو کیا" انہیں خاموش دیکھ کے پھپھو پھر دھاڑیں۔

"ہم کیوں گونگی ہوں، گونگے ہوں ہم سے جلنے والے ہمارے دُشمن "مہر بھی میدان میں اُتر آئی۔

نور نے اُسے آنکھیں دکھائیں اور آگے بڑھتے ہوئے بات کو سنبھالا۔

"اصل میں نا ابو اور چاچو لوگ کام پر گئے ہیں، امی دانیال اور ثمینہ چچی نازارون بھائی کے ساتھ اُس کے دوست کی شادی پر گئے ہیں اور زبیدہ چچی مائیکے گئی ہوئی ہیں۔اور۔۔۔۔۔اور۔۔۔

ویسے پھپھو آپ دروازے میں کیوں کھڑی ہیں اندر آئیں نا "نور نے تفصیل سے بتاتے ہوئے اور آخر میں بظاہر شرمندہ ہونے کی ناکام کوشش کرتے ہوئے آخری بات کہی۔

پھپھو کا غُصہ اب جا کر تھوڑا ٹھنڈا ہوا۔اب نظر اُٹھا کر ان کی طرف دیکھا جہاں وہ چاروں انہیں ہی دیکھ رہی تھیں۔

"بڑی جلدی یاد آ گیا ہے خیر اب آ ہی گیا ہے تو ہمیں لے چلو اندر اور میری بچی بیچاری اتنا وزن اُٹھا کے کھڑی ہے کسی کو توفیق نہ ہوئی کہ اس سے سامان ہی لے لیں، اخلاقیات نام کی تو کوئی چیز ہے ہی نہیں ہے آج کلِ کسی میں" پھپھو اندر آتے ہوئے بھی جلی کٹی سُنانا نہ بھولیں۔

جب کہ وہ چاروں آنکھیں گُھما کر رہ گئیں۔

"ویسے کیا کر رہی تھیں تم لوگ جو گھر کا حشر کیا ہوا ہے" غزالہ باجی نے ارد گرد کا جائزہ لیتے ہوئے کہا جہاں صوفے کے کُشنز فرش پر بِکھرے پڑے تھے تو کہیں گندے برتن پھیلے ہوئے تھے۔

"وہ لاشیں ٹھکانے لگانے لگے تھے ہم"

بے ساختہ ہی گل کے مُنہ سے پھسلا لیکن وہ جلدی سے زبان دانتوں تلے دبا گئی۔

جبکہ باقی تینوں نے اُسے گُھورا تھا-لاشیں ٹھکانے لگانا صفائی ستھرائی کرنے کے لیے انکا کوڈ ورڈ تھا جس کا صرف ان چاروں کو ہی پتا تھا

پھپھو اور غزالہ کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔

مجھے سچ سچ بتاؤ یہ گھر والے کدھر ہیں میرا بی پی لو ہو رہا ہے بتاؤ مجھے"

پھپھو کو تو صدمہ ہی لگ گیا لاشوں کا سُن کے جبکہ غزالہ باجی نے اپنے بچوں کے لیےاِدھر اُدھر نظر دُوڑائی جبکہ وہ دونوں اُدھر موجود نہ تھے۔

"اوہو پھپھو مزاق کر رہی تھی بچی ہے نہ مزاق کرنے کی عادت ہے ہم نہ چاروں مل کر صفائی کر رہی تھیں"

نور نے جلدی سے بات سنبھالی اور اُدھر "بچی" نے اپنے بتیس دانتوں کی نُمائش کی جس کا قد نور سے بھی بڑا تھا۔

آئیں پھپھو آپ کو کمرے میں چھوڑ آؤں"

نور انہیں لے کر اُوپر کے پورشن میں چلی گئ۔ جبکہ باقی تینوں نے جلدی جلدی صفآئی کا کام ختم کیا۔

ملک ہاؤس میں دو پورشنز تھے۔

نیچے کے پورشن میں چار کمرے ایک کچن اور ایک لیونگ روم تھا جہاں سے سیڑھیاں اُوپر والے پورشن کو جاتی تھیں۔

اُوپر والے پورشن میں تین کمرے اور کچن تھا۔

ملک ہاؤس میں تین بھائی غفار ملک، شہزاد ملک اور جاوید ملک رہتے تھے۔

غفار صاحب کی بیگم شہناز تھی اور ان کے دو بچے زارون اور نور العین تھے۔

اُن سے چھوٹے شہزاد صاحب کی بیگم ثمینہ تھی اور اِن کی دو بیٹیاں ظِلِ ہما اور گل رعنا تھیں۔

پھر سب سے آخر میں جاوید صاحب تھے جِن کی بیگم زُبیدہ تھیں اِن کے بھی دو بچے تھے مہر النساء اور دانیال۔

غفار صاحب اور جاوید صاحب نیچے کے پورشن میں رہتے تھے جبکہ شہزاد صاحب اُوپر والے پورشن میں مُقیم تھے۔

"یار یہ یاجوج ماجوج کا پتا کرو کہاں تباہی مچاتے پھِر رہے ہیں"

اُن کے جانے کے بعد مہر نے احد اور سعد کو تلاش کرتے ہوئے کہا جو کہیں دِکھائی نہیں دے رہے تھے۔

اتنے میں گل اور ہما کے کمرے سے زور سے کچھ ٹُوٹنے کی آواز آئی۔

ان تینوں نے چونک کر ایک دُوسرے کو دیکھا پھر ایک ساتھ بھاگیں اور جلدی سے کمرے میں پہنچیں جہاں سعد اور احد گل کا پسندیدہ مگ توڑ چکے تھے۔

گل کی تو بتی صحیح معنوں میں گل ہوئی۔

وہ بجلی کی طرح تیزی سے ان کے پاس پہنچی اور ایک ایک تھپڑ دونوں کو جڑ دیا۔

وہ روتے روتے اپنی ماں کے پاس بھاگے۔ جبکہ ہما اور مہر گل کی طرف لپکی جس کا چہرہ غصّے کی شدّت سے لال ہو رہا تھا۔

"بہت ہو گیا تماشا ایک پھپھو کم تھیں کیا جواب اُس کے نواسوں کو بھی برداشت کریں جنھیں ٹکے کی تمیز نہیں ہے"

گل کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ امریکہ بن کے پھپھو کے خاندان پر ڈرون حملے شروع کر دے۔

"اچھا یار حوصلہ رکھا ابھی بہت دِن برداشت کرنا ہے"

مہر نے گہری سانس لیتے ہوئے کہا۔

"کیا ہے یار ایک حیا کی سبین پھپھو تھی تُرکی والی ایک ہماری سبین پھپھو ہے لاہور والی توبہ توبہ کیا کہنے ہیں"

گل نے سرد آہیں بھرتے ہوئے کہا۔

"سبین پھپھو وہ سالار سکندر کی ماں" دانیال نے دروازے سے جھانکتے ہوئے پُوچھا۔

گل نے چونک کر دروازے کی طرف دیکھا۔

"نہیں جناب جہان سکندر کی ماں ہے" انداز ایسا پھاڑ کھانے والا تھا۔

"اچھا اچھا مجھے لگا شاید سالار سکندر اور جہان سکندر بھائی ہیں"

دانیال نے اندر آتے ہوئے بڑے آرام سے کہا۔

ہاں جہان سکندر اور سالار سکندر بھائی ہیں اور سکندر اعظم اِن کا باپ"۔"

گل شاید نہیں یقیناً تپ چکی تھی اس لیے مُنہ سے آگ نکال رہی تھی۔

"ہیں یہ نئی تاریخ کب ایجاد ہو گی" دانیال کافی حیران ہوا۔

"دفع ہو جاؤ دانی اس سے پہلے تمہاری پھینٹی لگا دوں"

گل نے تنگ آ کر کہا۔

"ارے یار گل کو چھوڑو مجھے یہ بتاؤ تم لوگ کب آئے اور کون کون آیا ہوا تھا شادی پہ اور کیا کیا کھایا تم لوگوں نے"

مہر نے دانیال کے پاس آتے ہوئے پُوچھا ایک تو اسے بڑا ہی فضول سا تجسس ہوتا تھا کے کون کون شادی پر آیا ہوا تھا اور کس نے کیا پہن رکھا تھا اور کیا کیا کھایا وغیرہ وغیرہ۔

"میری فکر چھوڑو اور تم لوگ تیار ہو جاؤ نیچے پھپھو نے جرگہ بِٹھایا ہوا ہے اب تم لوگوں کی پھپھو چھینٹی بھی لگوآئیں گی اور ڈانٹ بھی کھلوآئیں گی"

دانیال نے بیڈ پر بیٹھتے ہوئے بڑے آرام سے بُری خبر کوان کے گوش گزار کیا۔

"کیا مطلب" ہما کو اپنے قریب خطرے کی گھنٹیاں بجتی محسوس ہوئیں۔

"میرا مطلب یہ ہے کہ مہارانیوں نیچے پدھارو جہاں جھانسی کی رانی سبین پھپھو ابو اور چاچوں کو ناجانے کیا کیا پٹیاں پڑھا رہیں ہیں اگر ایسا ہی چلتا رہا تو عنقریب ہمارے ابوؤں نے ہمیں اپنی اولاد ماننے سے ہی اِنکار کر دینا ہے"

دانیال نے ہاتھ جھاڑتے ہوئے اپنی بات ختم کی۔

گل، ہما اور مہر تینوں ایک ساتھ نیچے کو بھاگیں۔

____

وہ تینوں آگے پیچھے بھاگتی ہوئی نیچے پہنچی جہاں پھپھو اپنے بھائیوں کیساتھ لیونگ روم میں بیٹھی مسلسل کچھ بول رہیں تھیں۔

لیونگ روم کی بڑی بڑی کھڑکیوں سے دھوپ اندر آرہی تھی۔اس کمرے کو بڑی خوبصورتی سے سجایا گیا تھا۔

اس کا فرش لکڑی کے طرز کا بنا ہوا تھا اور دیوار پر کیا گیا سفید رنگ کمرے کو بہت پُر سکون بنا رہا تھا۔

اس کمرے کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا تھا۔

ایک حصے میں خُوبصورت اور آرام دہ سے سفید رنگ کے صوفے رکھے ہوئے تھے اور سامنے شیشے کی میز پڑی تھی۔

اور اس کمرے کے دوسرے حصے کو اوپن کچن کے طور پر استعمال کیا جاتا تھا۔ جہاں اس وقت پھپھو کی دو بھابھیاں کھڑی کھانا پکانے میں مصروف تھیں۔

"السلام علیکم!" سب نے مشترکہ سلام کیا اور ایک ساتھ کھڑی ہو گئیں۔ اب بھلا کس کی شامت آئی تھی جو پہلے بولتی نا جانے کس جُرم میں بُلایا گیا ہو گا۔ عام طور پر نور کے بعد ان کے گروپ کی قائم مقام صدر ہما تھی اس لیے ہما نے ہی بات کا آغاز کرنا تھا۔

"آپ نے بُلایا تھا پھپھو" بالآخر ہما نے بولنا شروع کیا ہی تھا کے دوسری طرف سے گولہ باری شروع ہو گئی۔

"ناں بھئی ہم کیوں بلائیں گے کسی کو بلکہ میں تو سوچ رہی تھی کے بھائیوں سے مل کر خُود جا کر بھتیجیوں سے بھی مل آؤں گی آخر ان کے پاس اتنا وقت کہاں ہو گا جو دو گھڑی ہمارے ساتھ بیٹھیں" عاجزی سے کہتے ہوئے آخر میں پھپھو نے مسکین سی شکل بنائی تھی جبکہ باقی چاروں کی شکلیں دیکھنے لائق تھیں۔

"نہ۔۔۔ نہیں پھپھو" ابھی ہما اپنی صفائی میں کچھ کہنے ہی والی تھی کے غفار صاحب کی آواز اُبھری۔

"بہت۔۔۔ بہت بُری بات ہے بیٹا آپا ہماری ماں کی جگہ ہیں۔ ہماری ماں کے جانے کے بعد انہوں نے ہمارا بہت خیال رکھا ہے۔ ہم ان کی بہت عزت کرتے ہیں اور اُمید کرتے ہیں کے

ہماری اولاد بھی انہیں وہی عزت و احترام دے گی" کہتے ہوئے آخر میں ان کا لہجہ دوٹوک ہو گیا
۔

ہما کا سر بغیر کسی جُرم کے بھی جُھک گیا۔

"آئی ایم سوری پھپھو" ہما نے پھپھو کی جانب دیکھتے ہوئے کہا تھا۔

"لو بھلا اب سوری کیوں بول رہی ہو ادھر آؤ میرے پاس بیٹھو" پھپھو کا لہجہ شیرینی تھا مگر چہرے پر عجیب سی مُسکراہٹ بھی رقصاں تھی۔اب وہ غفار صاحب کی جانب متوجہ ہوئی تھیں۔

"خوامخواہ بچی کو ڈانٹ دیا اب دیکھو نہ کتنی پریشان ہو گئی ہے"

گل کے چہرے پر ناگواری کی لہر دوڑی تھی مگر وہ صرف آنکھیں گُھما کر رہ گئی نا جانے کیا وجہ تھی کے وہ کبھی بھی دوسرے رشتے داروں خاص کر پھپھو کیساتھ گُھل مل نہیں سکی تھی۔

ابھی سب میلوڈرامہ دیکھنے میں ہی مصروف تھے کہ اتنے میں زارون لیونگ روم میں داخل ہوا۔

زارون کو دیکھ کر گل کی آنکھوں میں چمک سی آ گئی تھی اور یہ چمک کبھی بھی نور سے پوشیدہ نہیں رہی تھی۔وہ گل کی آنکھوں میں چمکتے جگنوؤں اور دل میں کھلتی ننھی کلیوں سے اچھی طرح واقف تھی۔

مگر وہ اپنے بھائی کی شخصیت اور مزاج سے بھی تو اچھی طرح واقف تھی۔(اس لیے وہ ان کے درمیان کبوتر کا کام سرانجام نہیں دے سکتی تھی) سو وہ بہری، گونگی اور اندھی بنی رہتی تھی۔

اور زارون کو دیکھتے ہی پھپھو کی خوشیوں کا کوئی ٹھکانہ نہیں رہتا تھا اور ان کی آدھی زندگی بڑھ

جایا کرتی تھی۔(یہ ہی وجہ تھی جو وہ سینچری کے قریب پہنچنے والی تھیں) خیر ہمیشہ کی طرح اس بار بھی پھپھو زارون سے بہت گرمجوشی سے ملی تھیں۔

"میں صدقے میں واری آگیا میرا شہزادہ" پھپھو نے زارون کا ماتھا چُومتے ہوئے کہا تو جواباً زارون بھی مُسکرا دیا۔

"اللہ کا شُکر ہے آپ سنائیں"

"ہک ہاہ!! اب کیا ہی سُناؤں بیٹا بس گن گن کر دن گزار رہی ہوں اب جتنی زندگی لکھوا کر لائی ہوں وہ تو گزارنی ہی ہے نہ میرے بچے" انہوں نے دوپٹے کے پلو سے ناک پونچھتے ہوئے بات کو تھوڑا ایموشنل ٹچ دیا۔

"اللہ خیر کرے پھپھو کیسی باتیں کر رہی ہیں اللہ آپ کا سایہ ہمارے سروں پر ہمیشہ سلامت رکھے" زارون نے پھپھو کو تسلی دی۔

"ایسے سائے تو ہمارے سروں پر ویسے ہی منڈلاتے رہتے ہیں" گل بڑبڑائی۔

اتنے میں پھپھو کی بھابھیوں نے "کھانا لگ گیا ہے سب لوگ آجائیں" کی اطلاع دی تو سب کھانا کھانے تشریف لے گئے۔

رات کے نو بجے کا وقت تھا جب وہ چاروں نور اور مہرو کے مشترکہ کمرے میں بیٹھی تھیں۔

"ہائے اللہ جی میرے تو کان درد کر رہے ہیں سارا دن ان کی باتیں سُن سُن کر توبہ ہے کتنا بولتی ہیں پھپھو" مہرو نے دونوں کانوں میں انگلیاں ڈال کر ہلاتے ہوئے کہا تھا۔

"ہمم آخر پھپھو کس کی ہیں" ہما نے سر سری سا کہا اور پھر سے چینل سرفنگ میں مصروف ہو گئی۔

"بس کرو اتنا ہمارے خاندان میں کوئی نہیں بولتا جتنا ہم چاروں بولتی ہیں وہ الگ بات ہے کہ کسی کی سُنتی نہیں ہیں مگر یہ ہماری بھی پھپھو ہیں جو ہمیں آئینہ دکھا دیتی ہیں" نور نے اپنے تئیں سمجھداری والی بات کی۔

"ہاہاہا یہ تو تم نے ٹھیک کہا" ہما نے نور کی تائید کی۔

"چلو اُٹھو اب اور چلو اپنے کمرے میں آج مجھے بارہ بجے سے پہلے سونا ہے آج تو بھئی بہت تھکاوٹ ہے" نور نے انگڑائی لیتے ہوئے کہا۔

"کیوں تم میں بھی پھپھو والی روح آگئی ہے کیا؟ کیونکہ بقول پھپھو کے شریف عورتوں کا یہ شیوہ نہیں ہے کے وہ رات بارہ بارہ بجے تک محفلیں سجا کر بیٹھیں"

گل کی ہو بہو نقل اُتارنے پر ان چاروں کا مشترکہ قہقہ بُلند ہوا تھا۔

"نہیں یار ہو سکتا ہے گل کا شرافت والا خون جوش مار رہا ہو" مہرو نے آنکھ دباتے ہوئے کہا۔

"اگر اس طرح کے جنّاتی قہقوں کی آوازیں پھپھوں تک پہنچ گئی نہ پھر تو سچ میں ان کا شرافت والا خون جوش مار جائے گا" نور نے ڈپٹا تھا۔

کچھ دیر اور باتیں کرنے کے بعد گل اور ہما اپنے کمرے میں چلی گئیں تو وہ دونوں بھی سونے کے لیے لیٹ گئیں۔

\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-

معمول کے مطابق صُبح صُبح کالج کی تیاری کرنے کے بعد وہ چاروں ناولز کی قسطوں کی طرح ایک ایک قسط کی صورت میں ڈائننگ ٹیبل پر پہنچنا شُروع کرتی تھیں اور الگ الگ چلاتی تھیں۔"امی ناشتہ لے آئیں دیر ہو رہی ہے"

آج پھپھو ڈائننگ ٹیبل پر بیٹھی کب سے ان کا تماشا دیکھ رہی تھی اور پھپھو کی لائق فائق پلس تربیت یافتہ پلس سگھڑ پلس سلیقہ شعار بیٹی کچن میں ممانیوں کا ہاتھ بٹا رہی تھی۔

جیسے ہی پھپھو کی بیٹی اور بھابھیوں نے کھانا لا کر رکھا وہ چاروں دیر ہو رہی ہے کا شور مچاتے ہوئے جلدی جلدی کھانے لگیں۔

"شہناز بھابھی نور تو کچھ سال ہی چھوٹی ہے میری غزالہ سے مگر دیکھو غزالہ نے تو سارا گھر سنبھالا ہوا ہے لیکن نور کو تو کسی کام کا نہیں پتا چلتا" پھپھو نے نور کا تنقیدی جائزہ لیتے ہوئے کہا۔ کھانا کھاتی نور کو تو ایک دم سے اچھو کا لگا تھا۔

"ہاں نور غزالہ سے بس اتنے سال ہی چھوٹی ہے جتنے سال آنا دے آر مس ٹام کروز سے" گل نے سرگوشی کی جس پر ان چاروں کی پھنسی پھنسی ہنسی کی آواز پر پھپھو نے ایک بار پھر ان کی طرف دیکھا تھا۔

"نہیں بھابھی ابھی تو نور پڑھائی کر رہی ہے اس کے باپ کو شوق ہے کہ اُس کی بیٹی پڑھ لکھ کر اپنے پیروں پر کھڑی ہو جائے" شہناز بیگم نے آسودہ سی مُسکراہٹ کے ساتھ جواب دیا۔

"زیادہ پڑھا کر کیا کرنا ہے دیکھو میری غزالہ نے تو صرف میٹرک ہی کیا تھا کے ہم نے اُس کی شادی کر دی تھی آج دو بچوں کی ماں ہے ماشاءاللہ سے" پھپھو کا لہجہ فخریہ تھا۔

"بچیوں کا کیا ہے آپا کل کو بیاہ کر دوسرے گھر چلی جائیں گی آج اگر آپنے ماں باپ کے گھر میں کچھ لاڈ نخرے کر لیں گی تو کیا حرج ہے" شہناز بیگم نے پھپھو کی پست سوچ پر افسوس سے کہا تھا۔

"ہاں مگر زیادہ ڈھیل نہیں دینی چاہیے کیوں کہ جو لڑکیاں کالجوں، یونیورسٹیوں میں پڑھنے جاتی ہیں نہ ان ہی لڑکیوں کے عشق محبت کے قصے زبان زد عام ہوتے ہیں" پھپھو نے مُنہ کے زاویے بگاڑتے ہوئے کھلم کھلا ان چاروں کو نشانہ بنایا۔

گل کے تو سر پر لگی تلوں بجھی مگر وہ کس ضبط سے بولی بھی تو صرف اتنا۔

"ہاں بالکل ہمیں تو آج ہی پتہ چلا کہ لیلہ ہارورڈ یونیورسٹی سے، ہیر آکسفورڈ یونیورسٹی سے اور سسی اسٹینفورڈ یونیورسٹی سے پڑھی تھیں تبھی تو ان کے عشقیہ قصے زبان زد عام ہیں"

"سچ جن لڑکیوں کی اتنی لمبی زبان ہو وہ تو دو دن نہیں ٹکتیں سسرال میں" پھپھو سے جب کچھ نہ بولا گیا تو ان کی توپوں کا رُخ گل کی طرف پھر گیا۔

گل بھی طنزیہ مُسکرا دی۔

" تبھی تو پھپھو میں بھی سوچتی تھی کے آپ کی لائق فائق، سگھڑ اور تمیزدار بیٹی کیوں نہ ٹک سکی سسرال میں"

نور سمیت ان تینوں کے مُنہ حیرت سے کھلے رہ گئے جبکے ثمینہ نے گل کو ڈپٹا تھا اور وہ اپنا بیگ اُٹھاتی کالج کے لیے گھر سے چل پڑی تھی۔

پھپھو اس بات پر چُپ چاپ اور گُم سُم سی بیٹھی رہ گئی تھیں۔

کالج سے آنے کے بعد ان چاروں کو پھپھو باہر کہیں دکھائی نہیں دیں تو پوچھنے پر پتا چلا کہ وہ صُبح سے کمرے میں بند ہیں جس پر گل نے شُکر ادا کیا کھانا کھا کر وہ بھی اپنے کمرے میں سونے چلی گئی۔

ابھی کچی پکی نیند میں ہی تھی کہ خوفناک خواب شُروع ہو گیا گل بے حس و حرکت چارپائی پر پڑی ہے جبکہ ہما، مہرو اور نور روتے ہوئے اُس کی چارپائی ہِلا رہی ہیں وہ اُٹھنے کی کوشش کر رہی ہے مگر ہِل نہیں پا رہی رونے اور چیخنے چلانے کی آوازیں۔۔۔اور ایک دم سے آسمان سے ڈھیر ساری بارش اور۔۔۔اور پھر گل اک دم ہڑ بڑا کر اُٹھ بیٹھی۔

سامنے ہی پانی کا جگ پکڑے کھڑی ہما چیخی تھی۔

"اُٹھ کیوں نہیں رہی تھی مر گئی تھی کیاآآآآ"

گل حواس باختہ سی بیٹھی مزید پریشان ہوئی۔

"اگر میں مر گئی تھی تو پھر زندہ کیسے ہوئی اور اگر یہ خواب تھا تو تمہیں کیسے پتہ چلا"

اُن تینوں نے حیرت سے ایک دوسرے کا مُنہ دیکھا نور آگے بڑھ کر جلدی سے ہما کے ہاتھ سے پانی کا جگ لے کر بچا کھچا پانی بھی گل پر ڈال دیا۔

گل ہڑ بڑا کر اُٹھ بیٹھی۔

"کیا بدتمیزی ہے کیوں نہلائے جا رہی ہو مجھے"

"ایک تو آدھے گھنٹے سے اُٹھانے کی کوشش کر رہے ہیں اور تم ہو کے مصر کی ممی بنی پڑی ہو اُٹھنے کا نام نہیں لے رہی اور اب ہم پر ہی چلا رہی ہو یہ تو وہی بات ہو گئی بھاگتے چور کی لنگوٹی سہی" ہما کی ضرب المثل پر گل سمیت تینوں نے نہ سمجھی سے ایک دوسرے کو دیکھا۔

"اس سیچویشن کے مطابق یہ ضرب المثل آئے گی کہ اُلٹا چور کوتوال کو ڈانٹے" گل نے تُصیح کرنا چاہی۔

" بھئی کوتوال کو تو چور اُلٹا ڈانٹے یا سیدھا مگر تمہیں پھپھو اُلٹا لٹکوا کر کٹ لگوائیں گی" ہما نے گل کو وارن کیا اور اپنی خفت چھپا گئی۔

"کیوں بھئی اب ایسا بھی کیا کر دیا میں نے" گل نے بیزاری سے کہا۔

" صُبح سے بند دروازہ اب کھل چُکا ہے پھپھو نے رو رو کر آنکھیں لال کی ہوئی ہیں، ابو، چاچو اور امی لوگ سب اکٹھے ہیں اور تمہیں طلب کیا جا رہا ہے "نُور کے لہجے میں فکر تھی۔

گل کے پیروں سے زمین کھسکی تھی وہ گُم سُم سی بیٹھی رہ گئی۔

____

پبلشر نوٹ:

ہم نے اپنی پوری کوشش کی ہے کہ کسی ایسے برینڈ کا نام یہاں نہ لکھا جائے جو کسی بھی طرح فلسطین کے ساتھ کئے جانے والے ظلم کا حصہ ہو، اس لئے آپ کو تخیل کی دنیا میں لے جانے کیلئے کسی کیفے، برینڈ کی جگہ 'مشہور' کا لفظ دکھائی دے گا۔۔۔اس سب کے باوجود بھی اگر آپ کو کہیں کسی ایسے برینڈ کا ذکر ملتا ہے تو ہمیں ضرور آگاہ کیجئے گا۔

بحیثیت انسان ہم پر لازم ہے کہ ہم انسانیت سوز واقعات کی روک تھام کیلئے تقلیدی کردار ادا کریں۔ معلومات کیلئے آپ نیچے دئے گئے لنک کو دیکھ سکتے ہیں۔

kahanifre

https://www.instagram.com/p/DOGLLCrjgRn/?igsh=MWpoejB1ZHl2cmR6OQ==

پبلشر اکاؤنٹ

https://www.instagram.com/kahanifreak?igsh=Ym1uaDcydjEybWx5

kahanifreak.com